حضور ﷺ

اختر لکھنوی

طالبِ دعا:
ابوالمیزاب محمد اویس رضوی
www.facebook.com/owaisoloGy

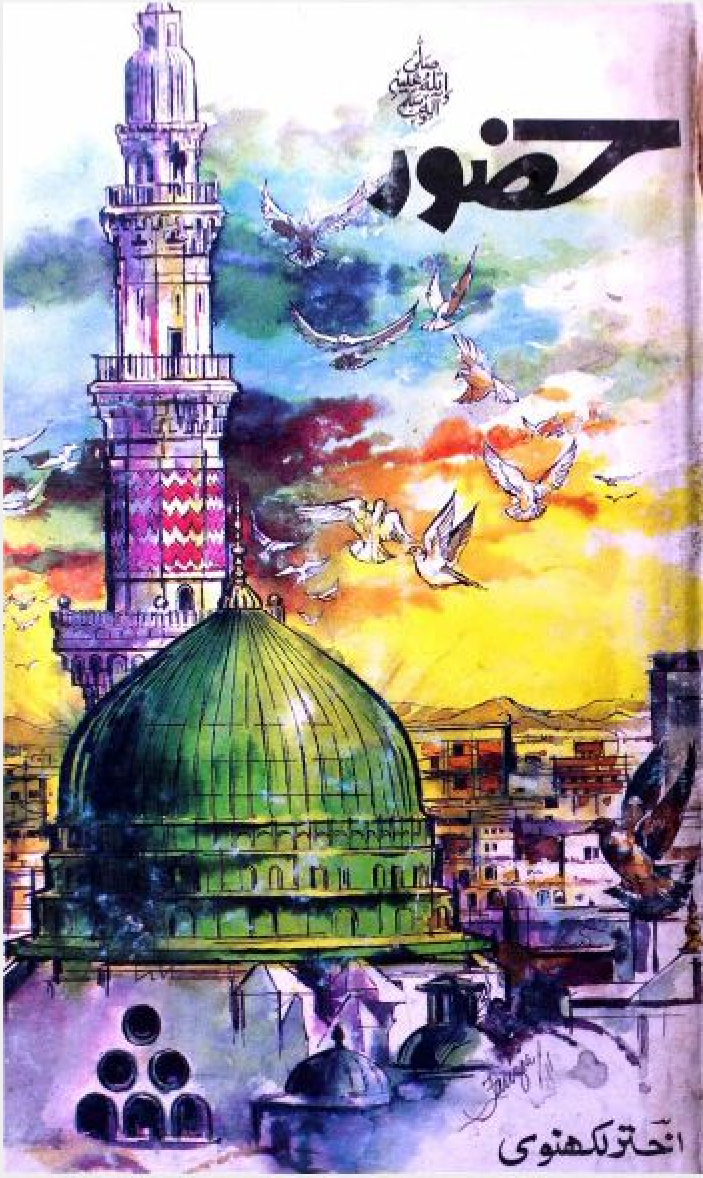

دل کو شعور، ذہن کو گیرائی مل گئی
پہونچے دیارِ نور تو بینائی مل گئی

اک دن درِ حضورؐ پہ اشکوں کی گونج میں
ہم نے پڑھا سلام تو گویائی مل گئی

ذکرِ رسولؐ پاک کا اعجاز دیکھئے
اک نعت کیا کہی سخن آرائی مل گئی

ہم نے سجائی بزم درود و سلام کی
جب بھی بساطِ وقت پہ تنہائی مل گئی

آئے ہیں اس دیار سے اخترؔ ہم اس طرح
جیسے نوائے شوق میں شہنائی مل گئی

آبلے ہوں پاؤں میں، آب آب دیدہ ہو
کپکپاتے ہونٹوں پر نالۂ کشیدہ ہو

حرف اک تصور ہو، ہر خیال کا حاصل
دل میں آگ روشن ہو اور نظر خمیدہ ہو

عقل و ہوش پر غالب بیخودی کا ہو عالم
جسم گرد آلودہ، پیرہن دریدہ ہو

ماورائے دنیا ہو دھڑکنوں کا ہر آہنگ
زندگی کا ہر رشتہ، ز رشتۂ بریدہ ہو

بس سنہری جالی ہو، تھرتھراتے ہاتھوں میں
اور میرے ہونٹوں پر آپکا قصیدہ ہو

کیا ہے عرش سے اختر کلام ہم نے بھی
درِ نبیؐ پہ پڑھا ہے سلام ہم نے بھی

جہاں سے جاتا ہے ہر راستہ خدا کی طرف
خوشا کہ دیکھ لیا وہ مقام ہم نے بھی

قریب پا کے مبارک بہت کئے سجدے
کیا ہے دل کو بہت شاد کام ہم نے بھی

ترے وجود میں جس نام سے اجالا ہے
زمانے! لکھ لیا دل پر وہ نام ہم نے بھی

یہ کاروبار وہاں عام دیکھنے کے بعد
بدل دی صبح کے جلووں سے شام ہم نے بھی

دیارِ نور تھا، سجدے تھے لازمی اختر
جبیں سے کام لیا گام گام ہم نے بھی

حضورؐ نے شجرِ سایہ دار میں رکھا
مجھے بلایا اور اپنے دیار میں رکھا

پہونچ کے شہرِ مدینہ یہ کام پہلے کیا
خزاں کے درد کو صحنِ بہار میں رکھا

وہی وکیل ہوا بارگاہِ عالی میں
وہ اک یقیں جو دلِ بیقرار میں رکھا

میں جتنا فخر کروں کم ہے، میرے آقا نے
مجھے بھی اپنے حساب و شمار میں رکھا

مرے حضورؐ نے کیا کچھ نہیں دیا مجھ کو
سکونِ جان ہیں، دل کو قرار میں رکھا

پڑھا درود بہت، اور اسطرح خود کو
جوارِ رحمتِ پروردگار میں رکھا

کرم تو دیکھئے احساں تو دیکھئے اُن کا
مجھے خزاں سے نکالا بہار میں رکھا

اُنکے در کے فیض سے سرشار ہونا تھا، ہوئے
عمر بھر کے خواب سے بیدار ہونا تھا، ہوئے

اُنکی گلیاں اور کوچے دیکھنے کی تھی طلب
شہرِ انور میں سرِ بازار ہونا تھا، ہوئے

اللہ اللہ یہ کرم اُن کا کہ اُنکے گھر گئے!
اور زیرِ سایۂ دیوار ـــــ ہونا تھا، ہوئے

ہم سیہ رو منہ دکھانے کے نہ قابل تھے، مگر
اُنکے در سے صاحب مختار ہونا تھا، ہوئے

مرضیٔ سرکار تھی، کیسے نہ ہوتا ایک دن
ہاشمی صاحب کو مسیرا یار ہونا تھا، ہوئے

صلہ جناب اطہر عباس ہاشمی

طالبِ دعا:
ابوالمیزاب محمد اویس رضوی
www.facebook.com/owaisoloGy

حرم کہاں وہ حرم والے کا دیار کہاں
چلے کہاں سے تھے پہونچے گناہگار کہاں

اچانک آیا تھا جب سامنے دیارِ رسولؐ
دل و نظر پہ تھا اُس وقت اختیار کہاں

نظر کے سامنے وہ جالیاں جب آتی تھیں
کسی کی سنتی تھی پھر چشمِ اشکبار کہاں

حضورؐ آپنے مجھکو بہت نوازا ہے
حضورؐ آپکے الطاف کا شمار کہاں

حیراں تھے ہم بھی، زیست بھی حدِ مدینہ پر
تا دیر ہم اسے، وہ ہمیں دیکھتی رہی

اک روشنی تھی آٹھ پہرے مثال سی
اک شمع بھی ہتھیلی پہ لیکن جلی رہی

انہی میں ہم بھی ہیں جو لوگ میہمان ہوئے
خوشا نصیب کہ سرکارؐ میزبان ہوئے

یہ معجزہ درِ اقدس پہ اپنے ساتھ ہوا
پلک جھپکتے ہی ہم قد میں آسمان ہوئے

قدم قدم پہ جو لہرا رہے تھے طیبہ میں
ہمارے حال کے وہ رنگ ترجمان ہوئے

نہ کوئی نام، نہ وقعت، نہ آبرو تھی کوئی؛
بہ فیضِ شہرِ نبیؐ ہم بھی عالی شان ہوئے

سفر مدینے کا کیا پوچھئے رہا کیسا؛
ہر ایک گام پہ کانٹے بھی مہربان ہوئے

چلے جو سوئے مدینہ قلم نشاں کچھ لوگ
جنابِ ہاشمی کشتی کے بادبان ہوئے

ص جناب اظہر عباس ہاشمی

لٹا کے بیٹھا ہی تھا چشمِ تر کا سرمایہ
مجھے عطا ہوا قلب و نظر کا سرمایہ

مری جبیں کی اب آسودگی کا کیا کہنا
اسے نصیب ہے اب سنگِ در کا سرمایہ

رہیگا چہرے پہ تا عمر صورتِ غازہ
ہمارے پاس بہت ہے سفر کا سرمایہ

نظر کے دست میں ہے اور بےحساب بھی ہے
سوادِ شام کا، وقتِ سحر کا سرمایہ

دماغ و دل میں در آئی ہوئی بےخبری
مجھے ملا جو اچانک خبر کا سرمایہ

خدا سے مانگو وسیلے سے اُنکے پھر دیکھو
دعا کو مل کے رہیگا اثر کا سرمایہ

در مصطفٰے پہ جس دم، دم بیخودی میں پہونچے
تو لگا کہ جیسے ہم بھی حدِ زندگی میں پہونچے

وہی حال تھا ہمارا، وہی رنگ تھا ہمارا
کہ اندھیروں سے اچانک کوئی روشنی میں پہونچے

وہ مدینے والی گلیاں، کھلیں جن میں دل کی کلیاں
کبھی اِس گلی سے نکلے، کبھی اُس گلی میں پہونچے

قطعہ

بے رمق چہرہ نہیں ہے، چاک پیراہن نہیں
اب نہیں بے خواب آنکھیں آگ جیسا تن نہیں

جب سے آئے ہیں مدینے کی فضائیں دیکھ کر،
واقعہ یہ ہے کہ اپنا اب تہی دامن نہیں

سحر کے، شام کے منظر گلاب صورت ہیں
وہاں کے خار بھی اختر گلاب صورت ہیں

بہار رنگ ہیں چہرے مسافروں کے بھی
یہی نہیں ہے کہ رہبر گلاب صورت ہیں

وہاں برستے ہیں سو رنگ آسمانوں سے
وہاں یہ حال ہے گھر گھر گلاب صورت ہیں

دکھائی دیتے ہیں دوری سے جو سیاہ بہت
قریب سے وہی پتھر گلاب صورت ہیں

حضور دیکھ چکے ہیں درِ نبیؐ کی بہار
وہ لوگ، جنکے مقدر گلاب صورت ہیں

حیات کے لئے عنوان نئے ملے ہم کو
نئے حوالے ، نئے سلسلے ملے ہم کو

سجے ہوئے تھے لبوں پر درود کے توشے
سلام پڑھتے ہوئے قافلے ملے ہم کو

قدم قدم پہ مدینے کی شاہراہوں میں
فلک کے چاند ستارے پڑے ملے ہم کو

درِ نبیؐ پہ پہونچ کر جو آئینہ دیکھا
جبیں پہ چاند ستارے جڑے ملے ہم کو

وہ غارِ ثور، وہ غارِ حرا، وہ کوہِ احد
کہیں ارادے، کہیں حوصلے ملے ہم کو

جو رہگذار تھی وہ کہکشاں کی صورت تھی
گلاب جیسے سبھی راستے ملے ہم کو

اپنی ضد کا ثبوت اسطرح ہوا دیتی تھی
میری پلکوں پہ چراغوں کو جلا دیتی تھی

سبز گنبد کی فضا پاس سے جب دیکھتا تھا
وہ مجھے سورۂ رحمٰن سنا دیتی تھی

آسماں پر بھی رہا اُن گلی کوچوں میں دماغ
کیا بیاں کیجئے کیا لغزشِ پا دیتی تھی

جو بھی جاتی تھی گلی رحمتِ عالم کی طرف
تیرہ راتوں میں بھی آنکھوں کو ضیا دیتی تھی

ناز کر ناز کہ آقا نے بلایا اختر
ہر نئی موج مرے دل میں صدا دیتی تھی

طالبِ دعا:
ابوالمیزاب محمد اویس رضوی
www.facebook.com/owaisoloGy

یوں مدینے میں لوگ چلتے تھے
دوڑتے تھے، کبھی سنبھلتے تھے

جب چلا قافلہ سوئے طیبہ
آگے آگے چراغ جلتے تھے

جیسے پہلے نہ تھے کبھی وہ سنگ
سنگ شیشے میں ایسے ڈھلتے تھے

ایک سیلاب نور آتا تھا
جب ستارے فلک پہ ڈھلتے تھے

زندگانی تجھے برتنے کے
روز پہلو نئے نکلتے تھے

سو رنگ ہیں اب پاس مرے دیدہ دری کے
جلوے مری آنکھوں میں ہیں طیبہ نگری کے

سرخم کبھی ہے، سرمست کبھی ہے زمزمہ خواں کبھی
انداز وہاں دیکھئے بادِ سحری کے

ممکن ہی نہ تھا شوق وہاں رہتا حدوں میں
ہر سمت تھے اسباب بہت جامہ دری کے

تابش بھی تھے، سرشار بھی، شبنم بھی، عطا بھی
ہر گام پہ منظر تھے عجب ہمسفری کے

کونین کے سردار ہیں جس جالی کے پیچھے
اُس جالی پہ سب رنگ ملے کم نظری کے

جناب تابش دہلوی — جناب سرشار صدیقی
جناب شبنم رومانی — جناب عطاء الحق قاسمی

جو بھی منظر تھا وہ تھا ہوش اڑانے والا
واپس آتا نہیں دل سے، کوئی جانے والا

واقعہ یہ ہے کہ میرا ہی نہیں خلقت کا
جو بھی آنسو تھا وہ تھا نعت سنانے والا

صرف جادے ہی نہ تھے پھول کھلانے والے
ذرہ ذرے کو تھا خورشید بنانے والا

خندہ لب، چہرہ شفق، شاد نظر، چاند بکف
اسی عالم میں تھا ہر سامنے آنے والا

ایک ہم ہی نہ تھے ناز اپنے اٹھانے والے
وہاں ہر فرد تھا ناز اپنے اٹھانے والا

دل کی دھڑکن تیز، ہستی صورتِ تصویر تھی
عمر بھر کے خواب کی جب سامنے تعبیر تھی

یا حبیبؐ اللہ مجھ پر بھی عنایت کی نظر
چہرے چہرے پہ لکھی بس ایک ہی تحریر تھی

خاک دیکھی، سنگ دیکھے اور دیکھے برگ و گل
ذرے ذرے میں نہاں تنویر ہی تنویر تھی

حلقہ حلقہ جو نفس نے ڈالدی تھی پاؤں میں
ریزہ ریزہ اُنکے دروازے پہ وہ زنجیر تھی

دکھائی جا نہیں سکتی کسی کو وہ دولت
نصیب جو درِ محبوبؐ کبریا سے ہوئی

سحر سے پہلے تہجد کے وقت اے اخترؔ
کسے بتائیے جو گفتگو ہوا سے ہوئی

ایسی بھی ہے مرے آقا کے نگر کی خوشبو
شام کی خوشبو میں پنہاں ہے سحر کی خوشبو

انکی جالی سے ابھرتی ہوئی خوشبو کے طفیل
رچ گئی میری دعا میں بھی اثر کی خوشبو

روزنِ چشم سے احساس کے دروازے سے
دم بہ دم آتی رہی دیدۂ تر کی خوشبو

کیا بتائیں کہ زباں ساتھ نہیں دیتی ہے
اک انوکھی سی عجب سی تھی سفر کی خوشبو

آپ چاہینگے تو محفوظ بھی رہ جائیگی
روح میں اتری ہوئی آپکے در کی خوشبو

طالبِ دعا:
ابوالمیزاب محمد اویس رضوی
www.facebook.com/owaisoloGy

اب کیسے کہیں کیا ہیں اور کیا نظر آیا
جب پہلے پہل گنبدِ خضرا نظر آیا

جھپکی نہ پلک تھی کہ ہوئی ذات کی تکمیل
تعبیر بکف خواب تمنا نظر آیا

ایسا لگا دل سینے سے آجائیگا باہر
جب دیدۂ تر کو درِ آقا نظر آیا

ہر وقت تھا اک نور کی بارش کا تسلسل
ہر گام پہ اللہ کا جلوا نظر آیا

آنکھوں میں اترتے ہوئے مہتاب کو دیکھا
سورج کی طرح بخت ہمارا نظر آیا

ہر اک منظر ہے دلآویز خوشبو ہے ہواؤں میں
بہاریں رقص کرتی ہیں مدینے کی فضاؤں میں

وفاؤں کا تقاضا ہے دیارِ رنگ و نکہت میں
چلو اتنا چل کر آبلے پڑ جائیں پاؤں میں

عجب دہلیز ہے، دہلیز سرکارِ دو عالم کی
وہاں ملتے ہیں تخت و تاج والے بھی گداؤں میں

انہیں دیکھو تو آنکھیں یہ کہیں بس دیکھتے جاؤ
عجب ہے حسن اس در کے غلاموں کی اداؤں میں

چلا ہے جو حبیبِ کبریا کی راہ پر اختر
مکمل ہے وہ اپنے شوق میں اپنی وفاؤں میں

عام سی بات تھی قطرے کا گہر ہو جانا
ہم نے دیکھا وہاں ذرّے کا قمر ہو جانا

چند دن گنبدِ خضرا کو فقط دیکھا تھا
کتنا آسان ہوا اہلِ نظر ہو جانا

میرے مالک کی طرف سے مرا حصہ ٹھیرا
دل میں یادِ شہہِ ابرار کا گھر ہو جانا

گھر سے نکلو تو ذرا، دیکھو گے تم بھی اختر
دھوپ میں آپکی یادوں کا شجر ہو جانا

چاک دامن کے سِلے دیکھے تھے
پھول صحرا میں کھلے دیکھے تھے

درِ نبی پہ یہ منظر بھی ہم نے دیکھا ہے
طواف کرتے ہوئے ہفت آسمان گذرے

جن کو حاصل ہے نبیؐ کا دیدار
ہم گزرتے رہے اُن گلیوں سے

یہ ہنر بھی اسی در سے سیکھا
کیسے ہوتا ہے وضو اشکوں سے

ہم بھی آراستہ تھے رنگوں سے
گفتگو خوب رہی پھولوں سے

جس کو درکار تھا صدیوں کا سفر
ہم نے وہ کام لیا لمحوں سے

بجلیاں ٹھہر گئیں آنکھوں میں
خوشبوئیں پھوٹ پڑیں سینوں سے

دوستو! ہو سبیل جینے کی
آؤ باتیں کریں مدینے کی

ہر عمارت وہیں ہوئی تعمیر
زندگی تیرے ہر قرینے کی

نام اُنؐ کا لیا تو طوفاں نے
خیریت پوچھی ہے سفینے کی

موت سے دور ہے غلام نبیؐ
دیکھئے عمر آبگینے کی

سنگِ در چومتے ہی اے اختر
شکل میری ہوئی نگینے کی

طالبِ دعا:
ابوالمیزاب محمد اویس رضوی
www.facebook.com/owaisoloGy

میانِ اہلِ دشمنی تجھ سا سیاہ رو ہوگا
خدا کی شان مدینے میں اور تو ہوگا

ہمیں یقین تھا کہ جب انکے در پہ پہونچینگے
ہمارا دامنِ صد چاک بھی رفو ہوگا

یہ بات خواب میں بھی ہم نہ سوچ پائے تھے
ہمارے سامنے سیلابِ رنگ و بو ہوگا

ہمارے چہرے پہ غازہ ہے خاکِ طیبہ کا
ہمارا جیسا بھلا کون خوبرو ہوگا

مرے حضورؐ نے چاہا تو پھر وہ آئینگے دن
مرا وجود مدینے میں کو بہ کو ہوگا

جنہیں عزیز ہوئی ہر نفس رضائے حضورؐ
انہیں نصیب ہے ہر گام نقشِ پائے حضورؐ

الٰہی! چرخ بھی دیکھے مجھے تعجب سے
عطا ہو میری جبیں کو بھی خاکِ پائے حضورؐ

شفق اُلجھے ہوئے چہروں پہ جیسے پھوٹ پڑی
ہجومِ یاس میں جس دم بھی یاد آئے حضورؐ

جو سب کا خالق و رب ہے اسی خدا کے بعد
کوئی بتائے ذرا کون ہے سوائے حضورؐ

کہا جو میں نے عطا ہو مجھے بھی خوش لقبی
مرے خیال نے دیکھا کہ مسکرائے حضورؐ

درِ نبیؐ پہ جو سب سر جھکائے بیٹھے تھے
اُنہی میں ہم بھی تھے، ہم منہ چھپائے بیٹھے تھے

ہر اک گناہ ہمیں اپنا آ رہا تھا یاد
ندامتوں کے ہم آنسو بہائے بیٹھے تھے

ہماری بدعملی نے ہمیں تباہ کیا
ہم اپنی زیست کا دامن جلائے بیٹھے تھے

کرم کے پھول طلب کر رہی تھی اک خلقت
اور ایک ہم تھے کہ ہم گل کھلائے بیٹھے تھے

ہماری دیدہ دلیری تو دیکھئے، پھر بھی
پئے نگاہِ کرم ہاتھ اٹھائے بیٹھے تھے

مگر وہ در تھا شفیع الوریٰ کا در اخترؔ
ہم ایک پل میں مقدر بنائے بیٹھے تھے

پھر مدینہ دیکھینگے، پھر مدینے جائینگے
پہلے بھی بلایا تھا، پھر بلائے جائینگے

دیکھ دیکھ خوش ہونگے اپنے شوق کی معراج
خاکِ کوئے بطحا سے پھر جبیں سجائینگے

صبح و شام دیکھینگے رقص میں بہاروں کو
اے غمِ زمانہ پھر تجھکو بھول جائینگے

جمع کرکے آنکھوں میں دل کے ہر خزانے کو
اُنکے نام نامی پر ہر قدم لٹائینگے

پہلے بھی مقدر کے ہم نے ناز اٹھائے تھے
اور اپنی قسمت کے ناز پھر اٹھائینگے

گر خدا نے چاہا تو ہم سرورِ دو عالم کو
اشکوں کے ترنم سے نعت پھر سنائینگے

برستی رحمتِ پروردگار دیکھیں گے
خدا نے چاہا تو پھر وہ دیار دیکھیں گے

نظر کے سامنے پھر ہو گا گنبدِ خضرا
سکوں نگاہ کا، دل کا قرار دیکھیں گے

ملیں گے لمحے سبھی خوشبوؤں میں ڈوبے ہوئے
نہائے نور میں لیل ونہار دیکھیں گے

کھلی کھلی سی ملے گی ہر آرزو کی کلی
گلِ مراد پہ رنگِ بہار دیکھیں گے

اگر حضورؐ نے چاہا تو دیکھنا اخترؔ
ہم اُن کا بابِ کرم بار بار دیکھیں گے

طالبِ دعا:
ابوالمیزاب محمد اویس رضوی
www.facebook.com/owaisoloGy

اے حضورؐ پاک ! مجھکو نیک نامی دیجئے
اپنی چوکھٹ دیجئے، اپنی غلامی دیجئے

جن کی نسبت آپکی خوشنودیوں سے ہے حضورؐ
اُن سنہرے راستوں پر تیزگامی دیجئے

زنگ آلودہ ہے لہجہ، بے اثر ہر بات ہے
حرف کو تاثیر، لب کو خوش کلامی دیجئے

آپکی راہِ عمل پر چلتے چلتے موت آئے
زندگانی مجھ کو بھی آقا دوامی دیجئے

نہیں کچھ بھی اسکے سوا چاہیئے
حضورؐ آپکی بس رضا چاہیئے

چاند اترا نہ تھا جب آنکھوں میں

قطعہ

میں بھی اسیرِ غم ہوں، آفات میں گھرا ہوں
میدانِ ناامیدی کے درمیاں کھڑا ہوں

اے تاجدارِ بطحا، اے رحمتِ دو عالمؐ
مجھ پر بھی اک نظر ہو، میں بھی شکستہ پا ہوں

اپنی اطاعت اپنی محبت مجھے بھی دو
در پہ پڑھوں سلام اجازت مجھے بھی دو

آنکھوں سے اپنی دیکھوں بہاروں کی سرزمیں
ایسا نصیب، ایسی سعادت مجھے بھی دو

میری جبیں پہ آپ کے کوچے کی خاک ہو
یہ مرتبہ، یہ شان، یہ شوکت مجھے بھی دو

طیبہ کی وادیوں کی گدائی عطا کرو
جس کو نہیں زوال وہ دولت مجھے بھی دو

طیبہ نگر ہو اور مرے پا برہنہ ہوں،
یہ فخر، یہ غرور، یہ عزت مجھے بھی دو

انا سجدوں کی پوری ہو جبیں کو بھی قرار آئے
نظر کے سامنے یارب کبھی تو وہ دیار آئے

رواں آنکھوں سے آنسو ہوں، درِ فخرِ دو عالمؐ ہو
وہ لمحہ بھی کبھی اے گردشِ لیل و نہار آئے

سنہری جالیوں کی جو بہاریں دیکھ آئے ہیں
ہم انکی انجمن سے جب بھی آئے اشکبار آئے

فلک پر انبیاء کی پیشوائی کے لئے پہنچے
زمیں پر آپؐ بنکر رحمتِ پروردگار آئے

کبھی بلوائیے اخترؔ کو بھی آقا مدینے میں
کسی دن تو اسے بھی زندگی کا اعتبار آئے

اُنکے در سے جو غلامی کی سند تک پہونچے
عمر کے باب میں وہ لوگ ابد تک پہونچے

مدح خواں خود ہے خدا آپ کا سبحان اللہ
کون ایسا ہے کہ جو آپکے قد تک پہونچے

آپکی ذات نے بخشی ہے ہمیں بینائی
آپکی ذات سے ہم ربِ احد تک پہونچے

خلقِ عالم میں یہ اعزاز ملا انساں کو،
آپ معراج کی شب آخری حد تک پہونچے

اُن چراغوں کو جلا جنکا اجالا اخترؔ
خانۂ دل سے چلے اور لحد تک پہونچے

طالبِ دعا:
ابو المیزاب محمد اویس رضوی
www.facebook.com/owaisoloGy

کچھ صلہ بھی بندگی کا چاہیئے
اُنکے در پر ایک سجدا چاہیئے

ہم تو انکے ہیں زمانہ جن کا ہے
اور اب اس سے سوا کیا چاہیئے

جانے کن ذروں نے چومے ہوں قدم
اُس زمیں پر پا برہنہ چاہیئے

عُمر بھر چلتے رہے ہیں دشت میں
ہم کو اب شہرِ مدینہ چاہیئے

ہم غلامانِ نبیؐ کے ہیں غلام
ہر نفس پر شکر اسکا چاہیئے

سمندر رحمتوں کا فخرِ موجودات میں دیکھا
فرازِ آدمیت مصطفٰےؐ کی ذات میں دیکھا

مدینے کی بہت سی خوبیوں میں یہ بھی شامل ہے
وہاں سورج کو دنیا نے چمکتے رات میں دیکھا

یقیناً ہے وہی، ہستی حبیبِ قادرِ مطلق
خدا کو بات کرتے جس کی ہر اک بات میں دیکھا

تصورِ گنبدِ خضرا کا جب بھی کر لیا اخترؔ
اجالوں کو اترتے ہم نے اُن لمحات میں دیکھا

اتباعِ سرورِ عالم ہے جن کی زندگی !!
وہ ستاروں کے، مہ و خورشید کے ہمسر بنے

ربّ العزت کر عطا اعزاز ، ایسا مرتبہ
کو نے طیبہ کے فقیروں کا فقیرا خترؔ بنے

خدایا انکے در کی حاضری لکھدے مقدر میں
وہ جن کے نام نامی سے اجالے ہیں مرے گھر میں

مزاجِ صبح کو اپنا لیا جب رات نے دیکھا
اندھیروں کا گذر ممکن نہیں شہرِ منور میں

بہ باطن کیا ہیں وہ، اس سے تو بس اللہ واقف ہے
بہ ظاہر تو زمیں پر آئے ہیں انساں کے پیکر میں

انہی کو بیچ کر اپنی شفاعت ہم خریدیں گے
گہر ہم نے چھپا رکھے ہیں جو پلکوں کی چادر میں

یہ ممکن ہی نہیں حاصل نہ لطفِ خاص ہو اُن کا
وہ جن کی یاد دل میں جن کا سودا ہے مرے سر میں

گلی کوچہ مثالِ کہکشاں ہے
مدینے کی زمیں بھی آسماں ہے

یہ محبوبی کا عالم، اللہ اللہ !
جدھر دیکھو، ہجومِ عاشقاں ہے

ذرا سوچو کہ وہ کیا کچھ نہ ہوگا
خدا جس شخص کا خود مدح خواں ہے

اسی کے ذکر میں ہے راحتِ جاں
جو ہستی وجہِ تخلیقِ جہاں ہے

مدینے میں ہماری موت آئے
مدینے میں حیاتِ جاوداں ہے

ہمیں ہے فخر ہم امت ہیں اسکی
رسولوں کا جو میرِ کارواں ہے

دوائے دردِ دل آقا ادھر بھی
یہ اختر لکھنوی بھی نیم جاں ہے

ہر گام اس پہ سایۂ ربِّ جلیل ہے
جس شخص کا وہ رحمتِ عالمؐ کفیل ہے

اس بوریہ نشیں سے ہے رشتہ ہمارا بھی
وہ ہجرتوں کی گرد سند ہے دلیل ہے

آشوبِ وقت کا ہے علاج آپؐ کے پاس
سیلابِ غم کی زد پہ دلوں کی فصیل ہے

نسلوں پہ بھی محیط ہے یہ حال اب حضورؐ
جیسے گڑی ہوئی کوئی سینے پہ کیل ہے

یادِ نبیؐ ہو دل میں تو مشکل نہیں ہے کچھ
صحرا بھی مشتِ خاک، سمندر قلیل ہے

کیسے ہمارے حق میں نہیں ہو گا فیصلہ
ہم بے گھروں کا شاہِ مدینہ وکیل ہے

طالبِ دعا:
ابوالمیزاب محمد اویس رضوی
www.facebook.com/owaisoloGy

چلنا اگر ہے ٹھہرا تو اے ہمسفر چلو
سوئے مدینہ، جانب طیبہ نگر چلو

گلیاں ہیں اس دیار کی جنت سے بھی سوا
بطحا کی سمت آؤ اے اہل نظر چلو

اس رحمتِ تمام کی دہلیز کی طرف
پڑھتے ہوئے درود، لئے چشمِ تر چلو

اک دن پہونچ ہی جائینگے اس سرزمین پہ
صلِ علیٰ کا ورد کئے بے خطر چلو

دینے درِ حضور پہ نذرانہ جان کا
لیکر دلوں میں اپنے عزمِ معتبر چلو

در بہ در ہونے والوں کا گھر آپؐ ہیں
شب گزیدوں کے حق میں سحر آپؐ ہیں

اک نہ اک دن مرے دن بھی پھر جائینگے
میرے حالات سے باخبر آپؐ ہیں

ہر نفس آپ پر ہو درود و سلام
پیکرِ نور، خیر البشر آپؐ ہیں

رخ بدلتے رہینگے زمانے کا وہ !
ہر قدم جن کے پیشِ نظر آپؐ ہیں

شانِ محبوبی یہ کہتی ہے کہ اُن کے نام پر،
جاں نچھاور کیجئے، دل کی سلامی دیجئے

چاہت میں انکی، ایسا سراپا مرا رہے
جس کی نظر پڑے وہ مجھے دیکھتا رہے

اکے کبھی صبا انکے در سے ادھر آجانا
پلکوں کے چراغوں کی لو اور بڑھا جانا

شامل انہی لوگوں میں مجھکو بھی خدا کردے
دنیا نے جنہیں انکی چوکھٹ کا گدا جانا

نقطے سے بھی کچھ کم ہے اس ذات سے آگاہی
صدیوں میں زمانے نے جانا بھی تو کیا جانا

کرم تو دیکھئے احساں تو دیکھئے ان کا
مجھے خزاں سے نکالا بہار میں رکھا

طالبِ دعا:
ابوالمیزاب محمد اویس رضوی
www.facebook.com/owaisoloGy